دارالعلوم دیوبند کے اختلافات

اور

حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنی قدس سرہٗ

کی

پر درد تقریر

ماہنامہ القاسم دورِ جدید ص۲۸

دارالعلوم دیوبند ماہ ربیع الثانی ۱۳۴۶ھ

حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد مدنیؒ علامہ انور شاہ کشمیریؒ کے استعفیٰ کے بعد مسند شیخ الحدیث دارالعلوم دیوبند پر فائز ہوئے، اس دوران بعض لوگوں نے کوشش کی کہ دارالعلوم دیوبند میں اسٹرائک کرادی جائے لیکن حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب دہلویؒ کی مساعی سے وہ نہ ہوسکی۔ تو مفسدین نے یہ کوشش کی کہ طلبا پڑھنا چھوڑ دیں اور مدرسین پڑھانا ترک کردیں لیکن حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ نے پڑھانا ترک نہیں فرمایا۔ بلکہ دارالعلوم دیوبند کو ایسے نازک وقت میں سنبھال لیا اور اسی زمانہ میں جامع مسجد میں جمعہ کے دن حسب ذیل تقریر کی جس کا خلاصہ درج ذیل ہے۔ آج بھی دارالعلوم دیوبند نازک مرحلہ سے گذر رہا ہے۔ حضرت مدنیؒ کی آواز آج بھی سب کو نصیحت کر رہی ہے۔ چنانچہ پڑھئے اور سبق حاصل کیجئے۔ (ادارہ)

خطبہ مسنونہ کے بعد مولانا مدنیؒ نے آیۃ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون۔ کی تلاوت فرمائی اور بیان کیا کہ خدا تعالیٰ نے مسلمانوں سے وعدہ فرمایا ہے۔ کہ وہ اپنے ذکر کی حفاظت خود کرے گا۔ چونکہ یہ عالم، عالَمِ اسباب ہے۔ لہٰذا یہاں جو چیز بھی قدرت ظاہر کرتی ہے، اسباب کے پردہ ہی میں ظاہر کرتی ہے۔ بچہ جب تک خدا نہیں دیتا جب تک نکاح نہ ہو غلہ جب تک نہیں ملتا جب تک کھیتی میں جان نہ ماری جائے۔ علیٰ ہذا حفاظت قرآن کے لئے بھی اللہ نے اسباب مہیا فرمائے۔ یعنی ہر زمانہ میں ایسے لوگ امتِ اسلامیہ میں پیدا فرمائے جنہوں نے دینِ متین کی حفاظت اور حمایت کی۔ ہندوستان میں جب قرآن کا علم ۵۷ء کے بعد اٹھنے لگا تو اللہ نے چند نفوسِ قدسیہ کے قلوب میں الہام کیا۔ انہوں نے ایک مدرسہ قائم کرنے کا

مشورہ کیا حضرت مولانا محمد قاسم صاحبؒ نے اسکی بنیاد ڈالی اور سرپرستی فرمائی۔ اس کے بعد حضرت مولانا گنگوہیؒ نے اور اس کے بعد حضرت شیخ الہندؒ نے سرپرستی کو جاری رکھا یہاں تک کہ یہ زمانہ آیا مولانا نے فرمایا کہ میں مدینہ منورہ میں رہنے کی وجہ سے دنیا کے ہر گوشہ وخطہ کے لوگوں سے ملا ہوں۔ میں نے ہر خطہ کے علماء کو جانچا ہے۔ میں اگر یہ دعویٰ کروں تو بیجا نہ ہوگا۔ کہ دارالعلوم دیوبند کے علماء کی نظیر نہیں مل سکتی۔ دارالعلوم دیوبند وہ بے مثال درسگاہ ہے جس کی نظیر افغانستان (یہ ۱۹۲۷ء کی بات ہے) باوجود اسلامی سلطنت ہونے کے نہ پیش کرسکا۔ یہ ثمرہ ہے ان بزرگان کی حسن نیات کا دیوبند کے لوگ اس دارالعلوم کی قدر نہیں کرتے۔ مثل مشہور ہے، گھر کی مرغی دال برابر لیکن وہ سوچیں کہ ثمرقند کاشغر کے لوگ ہزاروں میل کا سفر طے کرکے آتے ہیں اور دیوبند کے لوگ گھر بیٹھے ماں باپ کی آنکھیں ٹھنڈی کرتے ہوئے علم حاصل کرسکتے ہیں۔ لیکن اگر وہ اس نعمت پر شکر نہ کریں گے تو پھر اسکی وعید "لئن کفرتم" سے آگے مذکور ہے۔ مولانا نے فرمایا کہ:۔

دیوبند کے مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ طالبان علم دین کی خدمت کریں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی خدمت کی وصیت فرمائی لیکن ان کی خدمت اور حمایت کے یہ معنی نہیں کہ ہر جا و بے جا حمایت کی جائے اگر وہ کوئی کام ایسا کریں جس سے دارالعلوم کو صدمہ پہنچتا ہو تو ان کو روکنا اور سمجھانا چاہیئے۔ اور سمجھانے پر بھی نہ مانیں تو ان سے علیحدگی اختیار کرنی چاہیئے۔ طلباء نوجوان ہیں ناتجربہ کار ہیں وہ اپنے نفع نقصان کو پورے طور سے نہیں سمجھتے۔ ایک بیٹا باپ سے حلوہ مانگتا ہے۔ باپ اس کے لئے کہیں نہ کہیں سے فکر کرکے حلوہ لاتا ہے۔ لیکن اگر بیٹا مریض ہو اور حکیموں نے حلوے سے منع کیا ہو تو ایسے وقت میں حلوہ کبھی نہ دیا جائے گا۔

مولانا نے فرمایا کہ کوئی کام دنیا میں ایسا نہیں جس میں اصلاح کی ضرورت نہیں ہر کارخانہ میں ضرورت اصلاح کی ہوتی ہے اور دارالعلوم میں بھی اصلاح کی ضرورت ہے۔ لیکن اصلاح کے ذریعہ سے ذاتی عداوتیں نکالنا اصلاح نہیں اسی شخص کا فریضہ ہوسکتا ہے۔ جو کسی کی عداوت کے لئے نہ کرے دارالعلوم کی اصلاح کا طریقہ یہ ہے کہ اس کی حمایت و عزت کی جائے اور خوب ترقی دی جائے اور جو خامیاں ہوں وہ رفع کردی جائیں۔ نہ یہ کہ اصل شئے (دارالعلوم) ہی برباد کردی جائے۔ نہایت درد کے ساتھ فرمایا کہ جن لوگوں نے دارالعلوم (دیوبند) کو بال برابر بھی نقصان پہنچایا ہے یا درکھیں قیامت کے روز روسیاہ ہوں گے۔ اور فرمایا کہ دارالعلوم سے علاوہ دینی فائدہ کے دیوبند کے ہندو مسلمانوں کا یہ کس قدر بڑا دنیوی فائدہ ہے کہ ہر مہینہ دس ہزار روپے سے زیادہ خرید و فروخت مدرسہ کی وجہ سے ہوتی ہے ایسی ایسی مقدس درسگاہ کو اجاڑنا اسلام کو اجاڑنا ہے۔ خدانہ کرے اگر یہ مدرسہ تباہ کردیا گیا تو اس کی تباہی اسلام کی تباہی کے مرادف ہوگی۔ اگر اس پہ سے اعتماد اٹھا دیا گیا تو پھر کوئی مدرسہ نہیں ہے جس سے ایسی خدمات کی توقعات وابستہ ہوسکیں۔

(منقول از القاسم دیوبند ص ۸ تا ۱۰ جلد ۳ شمارہ ۷۔ ربیع الثانی ۱۳۴۶ھ)